ایاتھا ۲۹ ﴿ سُوْرَةُ الْحَدِيْدِ مَدَنِيَّةٌ ٥٧ ﴾ رکوعاتھا ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ① لَهٗ مُلْكُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ② هُوَ
الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ③ هُوَ الَّذِيْ
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۭ
يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا
يَعْرُجُ فِيْهَا ۭ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ④ لَهٗ
مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ⑤ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي
النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۭ وَهُوَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ⑥

''اللہ تعالیٰ کی تسبیح کہہ رہی ہے ہر چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہی سب پر غالب، بڑا دانا ہے۔ اسی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی، وہ زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ وہی اول، وہی آخر، وہی ظاہر، وہی باطن اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔ وہی ہے جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پھر متمکن ہوا تخت حکومت پر۔ وہ جانتا ہے جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو کچھ اس سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے اترتا ہے اور جو اس کی طرف عروج کرتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے جہاں بھی تم ہو اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو (اسے) خوب دیکھنے والا ہے۔ اسی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اللہ کی طرف ہی سارے کام لوٹائے جائیں گے۔ داخل فرماتا ہے رات (کا کچھ حصہ) دن میں اور داخل کرتا ہے دن (کا کچھ حصہ) رات میں اور وہ خوب جانتا ہے جو سینوں میں (پوشیدہ) ہے''۔

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۂ حدید مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔(1)

ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سورۂ حدید مدینہ طیبہ میں نازل کی گئی۔(2)

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً

امام طبرانی اور ابن مردویہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ سورۂ حدید منگل کے دن نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے لوہا منگل کے دن پیدا فرمایا۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے نے اپنے بھائی کو منگل کے دن قتل کیا اور رسول اللہ ﷺ نے منگل کے دن حجامت (پچھ لگوانے) سے منع فرمایا۔(1)

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ تم منگل کے دن پچھنے نہ لگواؤ کیونکہ سورۂ حدید مجھ پر منگل کے دن نازل کی گئی۔(2)

امام احمد، ابوداؤد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، نسائی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سونے سے قبل مستحباب پڑھتے تھے اور فرماتے: بے شک ان میں ایک آیت ہے جو ہزار آیتوں سے افضل ہے۔(3)

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مستحباب پڑھنے سے قبل سوتے نہیں تھے۔ اور آپ فرماتے تھے: بے شک ان میں ایک آیت ہے جو ہزار آیات سے افضل ہے۔ یحییٰ نے کہا: ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ آیت سورۂ حشر کے آخر میں ہے۔

امام بزار، ابن عساکر، ابن مردویہ، ابونعیم نے حلیہ میں اور بیہقی نے دلائل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے خلاف سب سے زیادہ سخت اور جوش میں تھا۔ پس اسی دوران میں ایک سخت گرم دن میں دوپہر کے وقت مکہ مکرمہ کے ایک راستہ میں تھا کہ ایک آدمی مجھ سے ملا۔ اس نے کہا: اے ابن خطاب! تجھ پر بھی عجب ہے کہ تو اپنے آپ کو یہ گمان کرتا ہے کہ تو ایسا ہے، تو ایسا ہے، حالانکہ وہ امر (دین اسلام) تیرے گھر میں داخل ہو چکا ہے۔ میں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ اس نے بتایا: تیری بہن اسلام قبول کر چکی ہے۔ پس میں شدید غصے کی حالت میں لوٹا اور دروازے پر دستک دی۔ پوچھا گیا: کون ہے؟ میں نے کہا: عمر۔ سوانہوں نے جلدی کی اور مجھ سے چھپ گئے اور جو صحیفہ اپنے سامنے رکھ کر وہ پڑھ رہے تھے اسے انہوں نے وہیں چھوڑ دیا یا پھر بھول گئے۔ میں اندر داخل ہوا اور چارپائی پر بیٹھ گیا اور میری نظر اس صحیفہ پر پڑی۔ تو میں نے کہا: یہ کیا ہے؟ مجھے یہ دکھاؤ۔ تو بہن نے جواب دیا: بے شک تو اس کے اہل اور لائق نہیں۔ کیونکہ تو نے غسل جنابت نہیں کیا ہوگا اور نہ ہی تو پاک ہوگا اور یہ وہ کتاب ہے جسے نہیں چھوتے مگر وہی جو پاک ہیں۔ پس میں مسلسل اصرار کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اس نے وہ صحیفہ مجھے دے دیا۔ تو جونہی میں نے اسے کھولا تو اس میں لکھا تھا: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ جب میں نے پڑھا، الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ تو میں ڈر گیا۔ تو میں نے صحیفہ اپنے ہاتھ سے پھینک دیا۔ پھر اپنی ذات کی طرف رجوع کیا۔ پھر اسے اٹھایا۔ تو اس میں لکھا پایا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۝ چنانچہ جب بھی میں اللہ تعالیٰ کے ان اسماء میں سے کوئی اسم پڑھتا تو خوفزدہ ہو جاتا۔ پھر میں اپنی ذات کی

1۔ مجمع الزوائد، جلد 5، صفحہ 155، دارالفکر بیروت   2۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 5، صفحہ 40، دارالباز

3۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 166 (2921)، دارالکتب العلمیہ بیروت

طرف رجوع کرتا۔ یہاں تک کہ میں اس آیت پر پہنچ گیا: اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِیْنَ فِیْهِ تو میں نے کہہ دیا۔ اشهد ان لا اله الا الله وان محمد رسول الله، کہ میں شہادت دیتا ہوں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ پس قوم اظہار مسرت کرتی ہوئی باہر نکل آئی اور انہوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ (1)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت ابوالاسود رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ جالوت کے سردار نے کہا: بے شک تورات میں صرف حلال وحرام کا ذکر ہے۔ مگر تمہاری کتاب میں سب کچھ موجود ہے سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اور تورات میں ہے "یُسَبِّحُ لِلّٰهِ الطَّیْرُ وَ السِّبَاعُ" کہ پرندے اور درندے اللہ کی تسبیح بیان کر رہے ہیں۔

ارشاد گرامی ہے هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ۔ اس کے بارے امام احمد، عبد بن حمید، ترمذی، ابن منذر، ابن مردویہ، بیہقی اور ابو الشیخ نے العظمہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا اس اثناء میں کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام ایک جگہ تشریف فرما تھے۔ ان پر بادل آ گیا۔ تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بادل ہے۔ یہ زمین کو سیراب کرنے والے بادل ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے ایسی قوم کی طرف چلا رہا ہے جو اس کا شکر ادا نہیں کرتے اور نہ اس سے دعا مانگتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو تمہارے اوپر کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: بے شک وہ آسمان ہے جو ایک محفوظ چھت ہے اور رکی ہوئی موج ہے۔ پھر ارشاد فرمایا: کیا تم جانتے ہو تمہارے اور اس کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ پھر ارشاد فرمایا: کیا تم اسے جانتے ہو جو اس سے اوپر ہے؟ انہوں نے عرض کی اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول مکرم ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے اوپر بھی آسمان ہے اور دو آسمانوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے سات آسمانوں کا ذکر فرمایا: اور فرمایا ہر دو آسمانوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین و آسمان کے درمیان ہے۔ پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو اس سے اوپر کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول مکرم ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اس سے اوپر عرش ہے اور عرش اور ساتویں آسمان کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا ہر دو آسمانوں کے درمیان ہے۔ پھر ارشاد فرمایا: کیا تم اسے جانتے ہو جو تمہارے نیچے ہے؟ انہوں نے عرض کی۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک وہ زمین ہے۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا۔ کیا تم جانتے ہو جو اس کے نیچے ہے؟ انہوں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول مکرم ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس زمین کے نیچے دوسری زمین ہے اور ان دونوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے سات زمینوں کو شمار کیا اور فرمایا: ہر دو زمینوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ پھر فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے! بے شک اگر تم اپنے میں سے کسی کو رسی

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 17-216، دار الکتب العلمیہ بیروت

کے ساتھ باندھ کر نیچے والی ساتویں زمین کی طرف لٹکاؤ تو یقیناً وہ اللہ تعالیٰ پر جا کر گرے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ امام ترمذی نے فرمایا: بعض اہل علم نے اس حدیث کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ بے شک وہ اللہ تعالیٰ کے علم، اس کی قدرت اور اس کی سلطنت پر آ گرے۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے! اگر تم نے کسی کو رسی کے ساتھ ساتویں زمین کی طرف لٹکایا تو وہ یقیناً اپنے رب پر آپہنچے گا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ان کلمات کے ساتھ دعا فرمایا کرتے تھے: ''اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَاشَيْءَ قَبْلَكَ، وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَاشَيْءَ بَعْدَكَ، اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ نَاصِيَتُهَا بِيَدِكَ، وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْاِثْمِ وَالْكَسَلِ، وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْغِنٰى، وَمِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ'' (اے اللہ! تو ہی اول ہے اور تجھ سے پہلے کوئی شے نہیں۔ تو ہی آخر ہے اور تیرے بعد کوئی شے نہیں۔ میں تجھ سے ہر جانور کی شر سے پناہ مانگتا ہوں کہ اس کی پیشانی تیرے قبضے میں ہے۔ میں گناہ اور غفلت سے تیری پناہ مانگتا ہوں، میں جہنم کے عذاب سے، عذاب قبر سے، دولت مندی کے فتنہ سے اور فقر وافلاس کے فتنہ سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں اور گناہ اور مال کے نقصان یا قرض سے تیری ہی پناہ مانگتا ہوں۔

امام ابن ابی شیبہ، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن کہا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت خاتون جنت فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور آپ ﷺ سے خادم کے بارے عرض کی: تو آپ ﷺ نے انہیں ارشاد فرمایا: یہ دعا مانگا کرو ''اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ مُنَزِّلَ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْفُرْقَانِ، فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى، اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ ذِيْ شَرٍّ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ، وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ، وَاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ، وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ اِقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ وَاَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ'' (اے اللہ! سات آسمانوں کے رب اور عرش عظیم کے رب! اے ہمارے رب! اور ہر شے کے رب، اے تورات، انجیل اور قرآن کریم نازل فرمانے والے! دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والے! میں ہر اذیت اور شر پہنچانے والی شے کے شر سے تیری پناہ مانگتی ہوں کہ تو اس کی پیشانی پکڑے ہوئے ہے۔ تو ہی اول ہے تجھ سے پہلے کوئی شے نہیں، تو ہی آخر ہے اور تیرے بعد کوئی شے نہیں۔ تو ہی ظاہر اور غالب ہے اور تیرے اوپر کوئی شے نہیں۔ اور تو ہی باطن ہے اور تیرے نیچے کوئی شے نہیں۔ ہماری جانب سے قرض ادا فرمادے اور فقر وافلاس سے ہمیں غنی کر دے)(2)

1۔ سنن ترمذی، جلد5، صفحہ 77-376 (3298)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ سنن ترمذی، جلد5، صفحہ 484 (3481)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، مسلم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوتے وقت یہ دعا کیا کرتے تھے۔ ''اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ مُنَزِّلَ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْفُرْقَانِ، فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ ذِيْ شَرٍّ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ، وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ، وَاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ، وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ اِقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ وَاَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ'' (1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو دعائیں کیا کرتے تھے ان میں سے یہ بھی ہے۔ ''يَا كَائِنُ قَبْلَ اَنْ يَكُوْنَ شَيْءٌ، وَالْمُكَوِّنُ لِكُلِّ شَيْءٍ، وَالْكَائِنُ بَعْدَ مَالَا يَكُوْنُ شَيْءٌ اَسْاَلُكَ بِلَحْظَةٍ مِنْ لَحَظَاتِكَ الْحَافِظَاتِ الْوَافِرَاتِ الرَّاجِيَاتِ الْمُنْجِيَاتِ'' (اے ہر شے سے پہلے ہونے والے، اور ہر شے کو پیدا فرمانے والے، اور اے وہ جس کے بعد کوئی شے نہیں ہوگی۔ میں تیری آزمائشوں اور تنگیوں میں سے ہر تنگی کے بارے تجھ ہی سے وافر حفاظت اور نجات دلانے والی امیدوں کا سوال کرتا ہوں۔ (2)

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے، کہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک دعا سکھائی۔ جب آپ کسی مشکل میں پڑ جاتے تو آپ وہ دعا مانگا کرتے تھے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے بچوں کو بھی اس کی تعلیم دیتے تھے۔ وہ یہ ہے۔ ''يَا كَائِنُ قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ، وَيَا مُكَوِّنَ كُلِّ شَيْءٍ وَيَا كَائِنُ بَعْدَ كُلِّ شَيْءٍ افْعَلْ بِيْ كَذَا وَكَذَا'' اے ہر شے سے پہلے موجود! اور اے ہر شے کو پیدا فرمانے والے! اور اے ہر شے سے بعد موجود رہنے والے! تو میرا فلاں فلاں کام کر دے، وغیرہ۔ (3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں مقاتل بن حیان رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ہم تک اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے یہ خبر پہنچی ہے **هُوَ الْاَوَّلُ** وہ ہر شے سے اول ہے۔ **وَالْاٰخِرُ** وہی ہر شے کے بعد ہے۔ **وَالظَّاهِرُ** وہی ہر شے سے اوپر ہے۔ **وَالْبَاطِنُ** وہ ہر شے سے قریب تر ہے۔ یعنی وہ اپنے علم اور قدرت کے سبب قریب ہے حالانکہ وہ (اپنی شان کے مطابق) اپنے عرش کے اوپر ہے اور ہر شے کو خوب جاننے والا ہے۔ **هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ** اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا فرمایا۔ ان میں سے ہر دن کی مقدار ایک ہزار برس ہے۔ پھر وہ تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ وہ اس قطرے کو بھی جانتا ہے جو زمین میں داخل ہوتا ہے اور نباتات کی جو کونپل بھی زمین سے نکلتی ہے وہ اسے بھی جانتا ہے اور جو آسمان سے بارش وغیرہ نازل ہوتی ہے اور جو کچھ آسمان کی جانب اوپر چڑھتا ہے۔ مثلاً فرشتے وغیرہ ان سب کو جانتا ہے۔ اور تم جہاں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے۔ یعنی اپنی قدرت اور اپنی سلطنت اور قوت و طاقت کے ساتھ وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے۔ اور اس کا علم بھی تمہارے ساتھ ہوتا ہے تم جہاں بھی ہو۔ اور جو کچھ تم اعمال کرتے ہو اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔

1۔ تخریج مسلم، جلد 2، صفحہ 348، وزارت تعلیم اسلام آباد   2۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 276، دار الکتب العلمیہ بیروت   3۔ ایضاً

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت ابن عمر اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ مسلسل ہر شے کے بارے سوال کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ کہہ دیتے ہیں: اللہ تو ہر شے سے پہلے ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ سے قبل کیا تھا؟ سو اگر وہ تم سے یہ کہیں تو تم یہ جواب دو: وہی ہر شے سے پہلے ہے اور وہی آخر ہے، اس کے بعد کوئی شے نہیں۔ وہی ظاہر (غالب) ہے اور اس سے اوپر کوئی شے نہیں۔ وہی باطن ہے ہر شے کے قریب ہے اور وہ ہر شے کو جاننے والا ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے حضرت ابوزمیل رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا اور کہا کوئی حقیقت نہیں اس شے کی جو میں اپنے دل میں پاتا ہوں۔ آپ نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ میں نے کہا: قسم بخدا! میں اس کے بارے کلام نہیں کروں گا۔ تو آپ نے مجھے فرمایا: کیا وہ شے کوئی شک ہے اور ضحک (مذاق) ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اس سے تو کوئی بھی محفوظ نہیں رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ الآیہ (یونس: 94) (اگر تو شک میں مبتلا ہو جائے اس کے بارے جو تیری طرف نازل کیا گیا ہے) اور آپ نے مجھے فرمایا: جب تو کوئی شے اپنے دل میں پائے تو یہ کہا کر: هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ ۚ وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۝۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَ هُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تم جہاں بھی ہو وہ تمہیں جانتا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ ان سے وَ هُوَ مَعَكُمْ کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: اس کا علم تمہارے ساتھ ہے۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کا افضل ترین ایمان یہ ہے کہ وہ یہ یقین رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہے جہاں وہ ہو۔(2)

امام ابن نجار رحمہ اللہ نے تاریخ بغداد میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: اے امیر المومنین! میں آپ کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے عرض کرتا ہوں کہ آپ مجھے وہ خاص اسم اعظم بتائیے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو خاص طور پر فرمایا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے خاص طور پر بتایا۔ اور حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کو وہ عطا فرما کر رب کریم نے بھیجا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: جب تو چاہے کہ اسم اعظم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگے تو سورۃ الحدید کی پہلی چھ آیات تا عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۝ اور سورۂ حشر کی آخری چار آیات پڑھ، پھر اپنے ہاتھ اٹھا اور کہہ: اے وہ جو اس طرح ہے! میں تجھ سے ان اسماء کے طفیل عرض کرتا ہوں اور تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھے اور تو اس طرح کہے جو تو ارادہ رکھتا ہے۔ تو قسم ہے اس ذات کی جس کے بغیر کوئی اللہ نہیں! بالیقین تیری حاجت اور التجا کو قبول کیا جائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

1۔ سنن ابوداؤد، جلد 2، صفحہ 115، مکتبہ امدادیہ ملتان 2۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 470 (741)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ؕ فَالَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ اَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۞ ۷ وَ مَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَ
الرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَ قَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ ۞ ۸ هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖۤ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ
الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۞ ۹ وَ مَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ
اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا
مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا ؕ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۞ ۱۰ مَنْ
ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَ لَهٗۤ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ۞ ۱۱

"ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور خرچ کرو (اس کی راہ میں) ان مالوں سے جن میں اس نے تمہیں اپنا نائب بنایا ہے۔ پس جو لوگ ایمان لائے تم میں سے اور (راہ خدا میں) خرچ کرتے رہے ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔ آخر تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ پر ایمان نہیں لاتے حالانکہ (اس کا) رسول دعوت دے رہا ہے تمہیں کہ ایمان لاؤ اپنے رب پر اور اللہ تعالیٰ تم سے وعدہ بھی لے چکا ہے اگر تم یقین کرنے والے ہو۔ وہی ہے جو نازل فرمارہا ہے اپنے (محبوب) بندہ پر روشن آیتیں تاکہ تمہیں نکال لے (کفر کے) اندھیروں سے (ایمان کے) نور کی طرف اور بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ بڑی شفقت فرمانے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ آخر تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم خرچ نہیں کرتے (اپنے مال) راہ خدا میں حالانکہ اللہ تعالیٰ ہی آسمانوں اور زمین کا وارث ہے۔ تم میں سے کوئی برابری نہیں کر سکتا ان کی جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے (راہ خدا میں) مال خرچ کیا اور جنگ کی۔ ان کا درجہ بہت بڑا ہے ان سے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد مال خرچ کیا اور جنگ کی (ویسے تو) سب کے ساتھ اللہ نے وعدہ کیا ہے بھلائی کا اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے بخوبی خبردار ہے۔ کون ہے جو (اپنا مال) اللہ تعالیٰ کو (بطور) قرضہ حسنہ دے اور اللہ تعالیٰ کئی گنا بڑھا دے اس کے مال کو اس کے لیے (اس کے علاوہ) اسے شاندار اجر بھی ملے گا"۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ اَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ کے

تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: خرچ کرو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس رزق سے جو اس نے تمہیں زندگی گزارنے کے لیے کثرت سے عطا فرمایا ہے۔ وَ قَدْ اَخَذَ مِیْثَاقَكُمْ فرمایا: ابھی تم پشت آدم میں تھے کہ اللہ تعالیٰ تم سے وعدہ بھی لے چکا ہے۔ اور ارشاد گرامی لِّیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ کی تفسیر میں فرمایا تاکہ وہ تمہیں گمراہی سے ہدایت کی طرف نکال لے۔(1)

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور عبد بن حمید نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ میں مراد وہ لوگ ہیں جو فتح مکہ سے قبل مشرف باسلام ہوئے۔ وَ قٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا یعنی وہ اسلام لائے۔ آپ فرماتے ہیں جس نے ہجرت کی وہ اس کی طرح نہیں جس نے ہجرت نہیں کی۔ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى فرمایا الْحُسْنٰى سے مراد جنت ہے۔ یعنی سب کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔

عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ کے تحت فرمایا: دو جگہیں ہیں ان میں سے ایک دوسری سے افضل ہے۔ اور دو خرچے ہیں ان میں سے ایک دوسرے سے افضل ہے۔ فرمایا: فتح مکہ سے پہلے جنگ لڑنا اور مال خرچ کرنا مکہ مکرمہ فتح ہو جانے کے بعد جنگ لڑنے اور مال خرچ کرنے سے زیادہ افضل و اعلیٰ ہے۔ اور وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى کے تحت آپ نے فرمایا: الْحُسْنٰى سے مراد جنت ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ مذکورہ آیت کے ضمن میں حضرت ابوالدحداح نے کہا: قسم بخدا! جو مجھ سے پہلے گزرے ہیں اور میرے بعد کوئی اس میں مجھ سے سبقت نہیں لے جا سکے گا۔ پھر کہا: اے اللہ! ہر وہ شے جس کا مالک ابوالدحداح ہے اس کا نصف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ حتی کہ اپنا ایک جوتا بھی اتار دیا اور پھر کہا یہ بھی۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہاں سے ایک قوم آئے گی: اور آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک کے ساتھ یمن کی طرف اشارہ فرمایا۔ تم اپنے اعمال کو ان کے اعمال کے سامنے حقیر خیال کرو گے۔ لوگوں نے عرض کی: کیا ہم بہتر ہیں یا وہ؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بلکہ تم (بہتر ہو) پس اگر ان میں سے کوئی احد پہاڑ کی مثل بھی سونا خرچ کرے گا تو وہ تم میں سے کسی کے مد بلکہ اس کے نصف کو بھی نہیں پا سکے گا۔ پس یہ آیت ہمارے اور لوگوں کے درمیان فیصلہ کن ہے: لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابونعیم نے دلائل میں زید بن اسلم کی سند سے حضرت عطاء بن یسار سے اور انہوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہم حدیبیہ کے سال رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے۔ جب ہم مقام عسفان پر تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عنقریب ایک قوم آئے گی کہ تم اپنے اعمال کو ان کے اعمال کے سامنے حقیر گمان کرو گے۔ ہم نے عرض کی: وہ کون ہیں یا رسول اللہ! ﷺ کیا وہ قریش میں سے ہوں گے؟ تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 55-254، دار احیاء التراث العربی بیروت

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواباً فرمایا: نہیں۔ بلکہ وہ اہل یمن ہوں گے۔ ان کے دل لوگوں سے بڑھ کر انتہائی نرم اور ملائم ہوں گے۔ پھر ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا وہ ہم سے بہتر ہوں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر ان میں سے کسی کے پاس احد پہاڑ کی مثل سونا ہوا اور اس نے وہ (راہ خدا میں) خرچ کر دیا تو وہ تم میں سے کسی کے مد بلکہ اس کے نصف تک بھی نہیں پہنچ سکے گا۔ سنو! ہمارے اور لوگوں کے درمیان یہ آیت فیصلہ کن ہے: لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ الآیہ۔ (1)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے درمیان مکالمہ اور گفتگو ہوئی۔ تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا: چند دن (اسلام قبول کرنے میں) تم ہم سے آگے ہو اور ہم پر سبقت لے گئے ہو۔ پس یہ خبر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچی تو آپ نے فرمایا: میرے اصحاب کو میرے پاس بلاؤ (اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا) قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اگر تم نے احد کی مثل یا پہاڑوں کی مثل بھی سونا خرچ کر دیا تو بھی ان کے اعمال کو نہیں پہنچ سکتے۔ (2)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت یوسف بن عبداللہ بن سلام رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی گئی: کیا ہم بہتر ہیں یا وہ جو ہمارے بعد ہوں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر ان میں سے کسی نے احد پہاڑ کی مثل بھی سونا خرچ کر دیا تب بھی وہ تم میں سے کسی کے مد بلکہ اس کے نصف تک بھی نہیں پہنچ سکتا۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد اور ترمذی رحمہما اللہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میرے اصحاب کو گالی نہ دو۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کی مثل سونا بھی (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) خرچ کر دے تو وہ ان میں سے کسی کے مد بلکہ اس کے نصف کو بھی نہیں پا سکتا۔ (4)

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ آپ نے فرمایا: تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کو گالی گلوچ نہ دو۔ کیونکہ ان میں سے کسی کی ایک ساعت کا مقام تم میں سے کسی کے عمر بھر کے عمل سے بہتر اور افضل ہوگا۔ (5)

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ بِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 257، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 266، دار صادر بیروت
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 6
4۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 653 (3861)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 405 (32415)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

فِيهَا ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١٢﴾ يَوْمَ يَقُولُ الْمُنٰفِقُونَ وَ الْمُنٰفِقٰتُ
لِلَّذِينَ اٰمَنُوا انْظُرُونَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّورِكُمْ ۚ قِيلَ ارْجِعُوا وَرَآءَكُمْ
فَالْتَمِسُوا نُورًا ۭ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُورٍ لَّهُ بَابٌ ۭ بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ وَ
ظَاهِرُهُ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ﴿١٣﴾ يُنَادُونَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۭ قَالُوا بَلٰى وَ
لٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَ تَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَ غَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى
جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَ غَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُورُ ﴿١٤﴾ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّ
لَا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۭ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ۭ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿١٥﴾

''جس روز آپ دیکھیں گے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو کہ ضوفشانی کر رہا ہوگا ان کا نور ان کے آگے بھی اور ان کی دائیں جانب بھی (مومنو!) تمہیں مژدہ ہو آج ان باغوں کا بہہ رہی ہیں جن کے نیچے نہریں تم ہمیشہ وہاں رہو گے۔ یہی وہ عظیم الشان کامیابی ہے۔ اس روز کہیں گے منافق مرد اور منافق عورتیں ایمان والوں سے (اے نیک بختو!) ذرا ہمارا بھی انتظار کرو ہم بھی روشنی حاصل کر لیں تمہارے نور سے (انہیں) کہا جائے گا لوٹ جاؤ پیچھے کی طرف اور (وہاں) نور تلاش کرو۔ پس کھڑی کر دی جائے گی ان کے اور اہل ایمان کے درمیان ایک دیوار جس کا ایک دروازہ ہوگا، اس کے باطن میں رحمت اور اس کے ظاہر کی جانب عذاب ہوگا۔ منافق پکاریں گے اہل ایمان کو کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے۔ کہیں گے بے شک! لیکن تم نے اپنے آپ کو خود فتنوں میں ڈال دیا اور (ہماری تباہی کا) انتظار کرتے رہے اور شک میں مبتلا رہے اور دھوکہ میں ڈال دیا تمہیں جھوٹی امیدوں نے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان آ پہنچا اور دھوکہ دیا تمہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں شیطان (دغاباز) نے۔ پس آج نہ تم سے فدیہ قبول کیا جائے گا اور نہ کفار سے تم (سب کا) ٹھکانا آتش (جہنم) ہے۔ وہ تمہاری رفیق ہے۔ اور بہت بری جگہ ہے لوٹنے کی''۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ کے تحت حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ پل صراط پر ان کا نور ضوفشانی کر رہا ہوگا ان کے آگے یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی یہی بیان کیا ہے کہ پل صراط پر ان کا نور ان کے آگے ضوفشانی کر رہا ہوگا۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 199 (35317)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

امام ابن منذر نے حضرت یزید بن شجرہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے پاس تمہارے اسماء، تمہاری شکل وصورت، تمہارا رنگ روپ، تمہاری سرگوشی اور تمہاری مجالس سب کچھ لکھا ہوا ہے۔ پس جب قیامت کا دن ہوگا تو کہا جائے گا اے فلاں ابن فلاں! آ جا تیرے لیے نور اور روشنی ہے اور اے فلاں بن فلاں! تیرے لیے کوئی نور اور روشنی نہیں ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے اسی آیت کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن بعض مومنین ایسے ہوں گے جن کا نوران کے لیے اتنی روشنی کرے گا جتنی کہ مدینہ طیبہ سے لے کر عدن تک کی جگہ ہے۔ صفاء تک زیادہ واضح اور روشن ہوگی۔ پھر اس سے کم ہو جائے گی یہاں تک بعض ایسے مومن بھی ہوں گے جن کا نور صرف ان کے پاؤں رکھنے کی جگہ کو روشن کرے گا اور لوگوں کے مراتب ان کے اعمال کے مطابق ہوں گے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ مومنین کو ان کے اعمال کے مطابق نور عطا کیا جائے گا جب کہ وہ پل صراط پر سے گزریں گے۔ ان میں سے بعض کا نور پہاڑ کی مثل ہوگا اور بعض کا نور کھجور کے درخت کی مانند ہوگا۔ اور ان میں سے سب سے کم نور اس آدمی کا ہوگا جس کا نور اس کے انگوٹھے پر ہوگا، کبھی وہ بجھ جائے گا اور کبھی دوبارہ روشن ہو جائے گا۔(2)

امام ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے حضرت ابوذر اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہما دونوں سے یہ قول سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں پہلا شخص ہوں جسے قیامت کے دن سجدہ کرنے کی اجازت دی جائے گی اور میں ہی پہلا ہوں جسے اپنا سر اٹھانے کی اجازت دی جائے گی۔ سو میں اپنا سر نیاز سجدے سے اٹھاؤں گا تو میں اپنے سامنے، اپنے پیچھے، اپنی دائیں جانب اور اپنی بائیں جانب نظر اٹھا کر دیکھوں گا۔ تو دیگر امتوں کے درمیان سے میں اپنی امت کو پہچان لوں گا۔ پھر عرض کی گئی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنی امت کے لوگوں کو ان امتوں میں سے کیسے پہچانیں گے جو حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر آپ کی امت تک کے درمیان رہی ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کے اعضائے وضو وضو کے اثر سے روشن اور چمک رہے ہوں گے (یعنی یہ پنج کلیان ہوں گے) اور یہ نور اور چمک ان کے سوا کسی کے لیے نہیں ہوگی اور میں انہیں پہچان لوں گا کہ انہیں ان کے نامہ اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔ اور میں انہیں اس طرح بھی پہچان لوں گا کہ ان کے چہروں پر سجدوں کے نشانات ہوں گے اور میں ان کی شناخت ان کے اس نور سے بھی کر لوں گا جو ان کے آگے، ان کی دائیں جانب اور ان کی بائیں جانب ضوفشانی کر رہا ہوگا۔(3)

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 286، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 520 (3785)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً (3784)

امام ابن مبارک، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: اے لوگو! تم ایک ایسی منزل میں صبح اور شام کرتے ہو جس میں تم نیکیاں حاصل کرتے ہو۔ اور عنقریب تم اس سے ایک دوسری منزل کی طرف کوچ کرنے والے ہو۔ اور وہ قبر ہے وہ تنہائی کا گھر ہے، وہ تاریک گھر ہے، کیڑوں مکوڑوں کا گھر ہے اور انتہائی تنگ اور تکلیف دہ گھر ہے، مگر جس کے لیے اللہ تعالیٰ وسیع فرما دے۔ پھر قیامت کے دن تم وہاں سے میدان حشر کی طرف منتقل ہو گے۔ بے شک تم ابھی اس میدان میں ہی ہو گے کہ اللہ تعالیٰ کا امر لوگوں پر غالب آجائے گا۔ پس بعض چہرے سفید اور روشن ہوں گے اور بعض سیاہ ہوں گے۔ پھر تم وہاں سے ایک دوسری جگہ کی طرف منتقل ہو گے۔ تو لوگوں پر شدید تاریکی اور اندھیرا چھا جائے گا۔ پھر نور تقسیم کیا جائے گا۔ پس مومن کو وہ نور عطا کیا جائے گا اور کافر اور منافق کو چھوڑ دیا جائے گا اور انہیں کوئی شے عطا نہیں کی جائے گی۔ یہی وہ مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان فرمائی ہے اور کوئی کافر اور منافق مومن کے نور سے روشنی حاصل نہیں کر سکے گا جیسا کہ کوئی اندھا دیکھنے والے کی آنکھ سے روشنی حاصل نہیں کر سکتا۔ اور منافق ایمان والوں کو کہیں گے: انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا اور یہی منافقین کے لیے اللہ تعالیٰ کی جانب سے دھوکہ بازی کی سزا ہے۔ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا: اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ هُوَ خَادِعُهُمْ (النساء: 142) (بے شک منافق (اپنے گمان میں) دھوکہ دے رہے ہیں اللہ کو اور اللہ تعالیٰ سزا دینے والا ہے انہیں (اس دھوکہ بازی کی)) پس وہ لوٹ کر اس جگہ کی طرف جائیں گے جہاں نور تقسیم کیا گیا تھا۔ لیکن وہ وہاں کوئی شے نہیں پائیں گے۔ پھر وہ ان کی طرف پھر کر جائیں گے۔ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ۭ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ﴿۱۳﴾ (پس ان کے اور اہل ایمان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کردی جائے گی جس کا ایک دروازہ ہوگا اس کے باطن میں رحمت اور اس کے ظاہر کی جانب عذاب ہوگا) تو منافق اہل ایمان کو پکاریں گے کیا ہم تمہارے ساتھ نمازیں نہیں پڑھتے تھے اور تمہارے جہاد میں شریک نہیں ہوا کرتے تھے؟ تو اہل ایمان جواب میں کہیں گے: بے شک! لیکن تم نے خود اپنے آپ کو فتنوں میں ڈال دیا تا قولہ...... وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۵﴾۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند سے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن تاریکی پھیلا دی جائے گی اور کوئی مومن اور کافر اپنی ہتھیلی بھی نہیں دیکھ سکے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مومنین کی طرف ان کے اعمال کے مطابق نور بھیج دے گا اور منافقین ان کے پیچھے پیچھے چلیں گے اور کہیں گے: انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ذرا ہمارا بھی انتظار کرو، ہم بھی تمہارے نور سے روشنی حاصل کرلیں۔

امام ابن جریر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے اس اثناء میں کہ لوگ تاریکی اور اندھیرے میں ہوں گے، اللہ تعالیٰ ایک نور بھیجے گا۔ پس جب مومنین اس نور کو دیکھیں گے تو وہ اس کی طرف متوجہ ہوں گے۔ اور وہ نور اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کے لیے جنت کی طرف راہنما بن جائے گا۔ اور جب

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 434 (3511)، دار الکتب العلمیہ بیروت

منافقین مومنین کو دیکھیں گے کہ وہ نور کی طرف چلیں ہیں تو وہ بھی ان کے پیچھے چل پڑیں گے۔ اللہ تعالیٰ منافقین پر تاریکی اور اندھیرا مسلط رکھے گا۔ تو اس وقت وہ کہیں گے ہمارا بھی انتظار کرو، ہم بھی تمہارے نور سے روشنی حاصل کرلیں۔ کیونکہ ہم دنیا میں تمہارے ساتھ تھے۔ تو مومنین کہیں گے: پیچھے کی جانب واپس لوٹ جاؤ اور وہیں سے نور تلاش کرو۔ جہاں اندھیرے سے تم آئے پس وہیں سے نور بھی تلاش کرو۔(1)

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو ان کی ماؤں کی نسبت سے پکارے گا تاکہ ہر بندے کا پردہ اور ستر دوسرے بندوں پر قائم رہے اور پل صراط سے گزرتے وقت اللہ تعالیٰ ہر مومن اور ہر منافق کو نور عطا فرمائے گا۔ لیکن جب وہ پل صراط پر سیدھے کھڑے ہوجائیں گے تو اللہ تعالیٰ منافق مردوں اور عورتوں کا نور سلب کرلے گا۔ تو اس وقت منافقین یہ کہیں گے: اُنْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ اور مومنین یہ کہیں گے رَبَّنَاۤ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا (التحریم:8)(اے ہمارے رب! ہمارے لیے ہمارا نور مکمل فرما) اور اس وقت کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ اگلے اور پچھلے سب لوگوں کو جمع فرمائے گا۔ تو وہ یہود کو پکارے گا اور ان سے یہ پوچھا جائے گا تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ تو وہ کہیں گے: ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے۔ پھر ان سے کہا جائے گا تم تو اس کے ساتھ غیر کی بھی عبادت کرتے تھے۔ وہ جواب دیں گے: ہاں (ایسا ہی ہے) پھر ان سے پوچھا جائے گا وہ کون ہے جس کی تم اس کے ساتھ عبادت کرتے تھے؟ تو وہ جواب دیں گے۔ حضرت عزیر علیہ السلام۔ پس ان کے چہرے پھیر دیئے جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ نصاریٰ کو بلائے گا اور ان سے کہا جائے گا تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ وہ کہیں گے ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا کیا تم اس کے ساتھ غیر کی بھی عبادت کرتے تھے؟ تو وہ جواباً کہیں گے: ہاں۔ پھر ان سے پوچھا جائے گا: وہ کون ہے جس کی تم اس کے ساتھ عبادت کرتے تھے؟ تو وہ جواب دیں گے: حضرت مسیح علیہ السلام۔ پھر ان کے چہرے پھیر دیئے جائیں گے۔ پھر مسلمانوں کو بلایا جائے گا اور یہ زمین کی خاصی مقدار پر جمع ہوں گے۔ سو ان سے پوچھا جائے گا: تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ تو وہ کہیں گے: ہم تو صرف اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرتے تھے۔ پھر انہیں کہا جائے گا: کیا تم اس کے ساتھ کسی غیر کی بھی عبادت کرتے تھے؟ تو وہ غضب ناک ہوجائیں گے اور جواب میں عرض کریں گے: ہم نے تو اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں کی۔ پس ان میں سے ہر انسان کو نور عطا کیا جائے گا۔ پھر انہیں پل صراط کی طرف متوجہ کیا جائے گا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ الآیہ۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: يَوْمَ لَا يُخْزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ (التحریم:8) الی آخر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 261، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ مجمع الزوائد، جلد 10، صفحہ 52-651(18443)، دارالفکر بیروت

الآیہ (اس روز رسوا نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ (اپنے) نبی کو اور ان لوگوں کو جو آپ کے ساتھ ایمان لائے (اس روز) ان کا نور ایمان دوڑتا ہوگا ان کے آگے آگے اور ان کے دائیں جانب .....)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ارشاد گرامی یَوْمَ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتُ الآیہ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس دوران کہ لوگ تاریکی میں ہوں گے، اللہ تعالیٰ ایک نور بھیجے گا۔ پس جب مومنین اس نور کی طرف دیکھیں گے تو وہ اس کی طرف متوجہ ہوں گے۔ اور وہی نور ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی جانب سے جنت کی طرف دلیل بن جائے گا۔ اور جب منافقین مومنین کو دیکھیں گے کہ وہ چل پڑے ہیں تو وہ بھی ان کے پیچھے پیچھے چل پڑیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ منافقین پر تاریکی اور ظلمت مسلط کر دے گا۔ تو اس وقت وہ کہیں گے ذرا ہمارا بھی انتظار کرو، ہم بھی تمہارے نور سے روشنی حاصل کرلیں۔ کیونکہ ہم دنیا میں بھی تمہارے ساتھ تھے۔ تو مومنین انہیں جواب دیں گے: اسی جگہ کی طرف واپس لوٹ جاؤ جہاں سے تم تاریکی میں آئے۔ پس وہیں سے نور بھی تلاش کرو۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابو فاختہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ساری مخلوق کو جمع فرمائے گا اور لوگوں پر ظلمت و تاریکی مسلط کر دے گا اور وہ اپنے رب کی بارگاہ میں استغاثہ کرنے لگیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ اس دن ہر مومن کو نور عطا فرمائے گا اور منافقین کو بھی نور عطا کرے گا۔ پس وہ سارے کے سارے جنت کی طرف متوجہ ہو کر چل پڑیں گے۔ ان کا نور ان کے ساتھ ہوگا۔ سو اس اثناء میں کہ وہ چل رہے ہوں گے اچانک اللہ تعالیٰ منافقین کا نور سلب کر لے گا۔ وہ تاریکی میں لڑکھڑانے لگیں گے۔ اور مومنین اپنے اس نور کے سبب جو ان کے سامنے ہوگا ان سے آگے نکل جائیں گے۔ تو منافقین انہیں پکار کر کہیں گے: اُنْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ۔ پھر اہل ایمان اور منافقین کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی اس کا ایک دروازہ ہوگا اور اس کے باطن میں رحمت ہوگی جہاں مومنین جائیں گے اور اسی کی جانب جنت ہو گی۔ اور منافقین مومنوں کو پکار کر کہیں گے: کیا ہم تمہارے ساتھ نہیں تھے؟ وہ جواب دیں گے: بے شک! (تم ہمارے ساتھ تھے) لیکن تم نے اپنے آپ کو خود فتنوں میں ڈال دیا۔ اور (ہماری تباہی کا) انتظار کرتے رہے اور شک میں مبتلا رہے۔ پس منافقین آپس میں ایک دوسرے کو کہیں گے اور وہ تاریکی میں بھٹکتے پھر رہے ہوں گے۔ آؤ! ہم مومنین کی طرف کوئی راستہ تلاش کریں۔ پس وہ ایک گہرے گڑھے میں گر پڑیں گے۔ تو بعض بعض کو کہیں گے: بے شک یہ تمہیں مومنین کی طرف لے جائے گا۔ پس وہ اس میں لگاتار گرتے جائیں گے اور مسلسل اس میں نیچے کی جانب گرتے جائیں گے یہاں تک کہ وہ جہنم کی گہرائی تک پہنچ جائیں گے۔ پس یہی منافقین کے لیے دھوکہ بازی کی سزا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ وَهُوَ خَادِعُهُمْ (النساء:142)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم نے اُنْظُرُوْنَا پڑھا ہے، یہ ہمزہ وصل ہے اور الف مرفوع ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت اعمش رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اَنْظِرُوْنَا میں ہمزہ قطعی ہے۔ چنانچہ اس میں الف منصوب اور ظاء مکسور ہے یعنی اَنْظِرُوْنَا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: تو اس دن کہاں

ہوگا جب جہنم کو لایا جائے گا اور وہ مشرق و مغرب کے درمیان ہر شے کو بند کر دے گی۔ اور کہا گیا ہے کہ تو ہرگز جنت میں داخل نہیں ہوگا جب تک کو جہنم میں غوطہ زنی نہ کر لے۔ پس اگر تیرے ساتھ نور ہوا اور پل صراط پر وہ تیرے ساتھ قائم رہا۔ تو تحقیق قسم بخدا! تو نجات پا جائے گا اور ہدایت یافتہ ہوگا۔ اور اگر تیرے ساتھ نور نہ ہوا تو تجھے جہنم کے لوہے کے کانٹے یا اس کی وہ سلاخیں جن کے سرے مڑے ہوئے ہوں گے وہ مضبوطی سے پکڑ لیں گے اور تحقیق قسم بخدا! تو گرا دیا جائے گا۔ (1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں بیان کیا ہے کہ یَوْمَ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا وَهُمْ عَلَى الصِّرَاطِ انْظُرُوْنَا کے تحت حضرت مقاتل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انْظُرُوْنَا کا معنی ہے تم ہمارا انتظار کرو۔ اور نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ یعنی ہم تمہارے نور سے حصہ حاصل کر لیں اور ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں۔ کہا گیا ہے کہ ملائکہ انہیں کہیں گے: ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا مِنْ حَیْثُ جِئْتُمْ کہ تم لوٹ جاؤ اپنے پیچھے کی جانب اور وہیں سے نور تلاش کرو جہاں سے تم آئے۔ یہ ان کے ساتھ وہ استہزاء ہے جو دنیا میں وہ مومنین کے ساتھ استہزاء کرتے رہے۔ جس وقت کہ انہوں نے مومنین سے کہا: ہم ایمان لائے حالانکہ وہ مومن نہیں تھے۔ سو اسی لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ "الله یستهزیٔ بهم" (بقرہ:) جب کہ انہیں یہ کہا جائے گا: ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ؕ فَضُرِبَ بَیْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ؕ اس میں سور سے مراد ایک دیوار ہے جو کہ اہل جنت اور اہل دوزخ کے درمیان کھڑی کر دی جائے گی۔ بَاطِنُهٗ فِیْهِ الرَّحْمَةُ دیوار کے باطن میں یعنی اس طرف جو جنت کے ساتھ ملی ہوگی رحمت ہے۔ وَ ظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ۝ اور اس کے ظاہر کی جانب عذاب یعنی جہنم ہوگی اور (دیوار) یہ وہ حجاب ہے جو اہل جنت اور اہل جہنم کے درمیان حائل ہوگا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ بیت المقدس کی مشرقی دیوار پر تھے اور رونے لگے۔ تو ان سے کہا گیا: کون سی شے آپ کو رلا رہی ہے؟ تو آپ نے فرمایا: یہاں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خبر دی ہے کہ آپ نے جہنم کو دیکھا ہے۔ وہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فَضُرِبَ بَیْنَهُمْ بِسُوْرٍ کے تحت انہوں نے کہا کہ یہ وادی جہنم کے پاس دیوار کا محل یہی جگہ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو سنان رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں حضرت علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ وادی جہنم کے پاس تھا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن عساکر نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ بے شک وہ دیوار جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے فَضُرِبَ بَیْنَهُمْ بِسُوْرٍ یہ وہی دیوار ہے جو بیت المقدس کی مشرقی دیوار ہے۔ بَاطِنُهٗ فِیْهِ الرَّحْمَةُ کہ اس کے باطن میں مسجد ہے۔ وَ ظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ۝ اور اس کے ظاہر کی جانب وادی جہنم ہے اور جو کچھ اس کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ (2)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 59 (34197)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 262، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ میں بِسُوْرٍ سے مراد جنت اور دوزخ کے درمیان دیوار ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ سے مراد یہ ہے کہ اس کے باطن میں جنت ہے۔ وَ ظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ اور اس کے ظاہر کی جانب جہنم ہے۔(1)

امام آدم بن ابی ایاس، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ آپ نے يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتُ الآیہ کے تحت فرمایا کہ بے شک منافقین دنیا میں مومنین کے ساتھ زندگی گزارتے تھے۔ وہ ان کے ساتھ شادی نکاح بھی کرتے تھے اور دیگر معاملات بھی سرانجام دیتے تھے۔ اور وہ انہیں کے ساتھ مرے۔ سو قیامت کے دن تمام کو نور عطا کیا جائے گا۔ پھر منافقین کا نور بجھا دیا جائے گا۔ جب وہ دیوار کے پاس پہنچیں گے تو وہ ان کے درمیان جدائی ڈال دے گی اور دیوار اعراف میں حجاب کی طرح ہوگی۔ تو وہ کہیں گے انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے وَ لٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ کی تفسیر میں فرمایا ہے: لیکن تم نے اپنے آپ کو شہوات ولذات کے فتنوں میں ڈال دیا اور توبہ کا انتظار کرتے رہے۔ وَ ارْتَبْتُمْ اور تم اللہ تعالیٰ کے بارے میں شک میں مبتلا رہے۔ وَ غَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ اور جھوٹی امیدوں نے تمہیں دھوکہ میں ڈال دیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان یعنی موت تمہیں آپہنچی۔ وَ غَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ اور تمہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں شیطان (دھوکہ باز) نے دھوکہ دیا۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابوسفیان رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے مذکورہ آیت کے تحت کہا: لیکن تم نے اپنے آپ کو گناہوں اور نافرمانیوں کے سبب فتنوں میں ڈال دیا۔ توبہ کا انتظار کرتے رہے اور شک میں مبتلا رہے اور جھوٹی امیدوں نے تمہیں دھوکہ دیا۔ تم کہتے رہے: ہمیں بخش دیا جائے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان یعنی موت آپہنچی۔ وَ غَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ اور شیطان نے تمہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں دھوکہ دیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے اس آیت کے ضمن میں حضرت محبوب لیثی رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے لیکن تم نے اپنے آپ کو شہوات کے سبب فتنوں میں ڈال دیا اور توبہ کا انتظار کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں شک میں مبتلا رہے۔ اور طویل جھوٹی امیدوں نے تمہیں دھوکہ دیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے پیغام اجل آپہنچا اور شیطان دھوکہ باز نے تمہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں دھوکہ دیا۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 58 (34189)، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 63-263، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 462 (7295)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَتَرَبَّصْتُمْ فرمایا: وہ حق اور اہل حق کی (تباہی کا) انتظار کرتے رہے۔ وَارْتَبْتُمْ اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بارے میں شک میں مبتلا رہے۔ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ فرمایا: وہ شیطان کی جانب سے دھوکہ میں مبتلا رہے۔ قسم بخدا! وہ اسی کیفیت پر رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جہنم میں پھینک دیا۔ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ اور شیطان (دھوکے باز) نے انہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں دھوکہ دیا۔ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ پس آج کے دن منافقین اور کفار سے فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا۔

اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝۱۶ اِعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝۱۷ اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَ الْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ۝۱۸

''کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا اہل ایمان کے لیے کہ جھک جائیں ان کے دل یاد الٰہی کے لیے اور اس سچے کلام کے لیے جو اترا ہے اور نہ بن جائیں ان لوگوں کی طرح جنہیں کتاب دی گئی اس سے پہلے پس لمبی مدت گزر گئی ان پر تو سخت ہو گئے ان کے دل اور ایک کثیر تعداد ان میں سے نافرمان بن گئی۔ جان لو! اللہ تعالیٰ زندہ کر دیتا ہے زمین کو اس کے مرنے کے بعد، ہم نے کھول کر بیان کر دی ہیں تمہارے لیے (اپنی) نشانیاں تاکہ تم سمجھو۔ بے شک صدقہ دینے والے اور صدقہ دینے والیاں اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو قرضہ حسنہ دیا کئی گنا بڑھا دیا جائے گا ان کے لیے (ان کا مال) اور انہیں فیاضانہ اجر ملے گا''۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے قرأت اس طرح کی ہے: اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے نزول قرآن کے سترہ سال بعد مہاجرین کے دلوں میں (جھکنے میں) تاخیر اور آہستگی کو پایا تو یہ آیت نازل فرمائی: اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ الآیہ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں صحابہ کرام کی ایک جماعت کے پاس تشریف لے گئے اور وہ ہنس رہے تھے۔ آپ اپنی چادر کو گھسیٹتے ہوئے آئے اور آپ کا چہرہ سرخ تھا۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم ہنس رہے ہو۔ حالانکہ تمہارے رب کی جانب سے تمہارے لیے امان ہے۔ اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ تو اس کا کفارہ کیا ہے؟ تو

آپ ﷺ نے فرمایا: تم اتنی مقدار روتے رہو جتنا ہنسے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے سامنے یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آقائے دوجہاں ﷺ فرماتے ہیں: سب سے پہلے لوگوں سے خشوع اٹھالیا جائے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں: کہ اس کا معنی ہے: کیا اہل ایمان کے لیے ابھی وقت نہیں آیا کہ یاد الٰہی کے لیے ان کے دل جھک جائیں۔

امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اِعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا کے ضمن میں فرمایا: اس سے مراد دلوں کے سخت ہو جانے کے بعد انہیں نرم کرنا ہے۔

امام مسلم، نسائی، ابن ماجہ، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ہمارے اسلام لانے اور اس آیت اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ کے ساتھ ہمیں عتاب فرمانے کے درمیان فقط چار برس کا فاصلہ ہے۔(1)

امام ابن منذر، ابن مردویہ، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے اور حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے انہیں خبر دی ہے کہ ان کے اسلام لانے کے درمیان اور اس آیت کے نزول کے درمیان جس سے اللہ تعالیٰ نے انہیں عتاب فرمایا ہے۔ صرف چار برس کا فاصلہ ہے اور وہ ان لوگوں کی طرح نہیں ہوں گے جنہیں اس سے قبل کتاب دی گئی اور ان پر مدت طویل ہوگئی اور ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں سے بہت سے لوگ فاسق ہو گئے۔(2)

امام ابو یعلی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ جب مذکورہ آیت نازل ہوئی، تو ہم میں سے بعض لوگ بعض کے پاس آئے اور پوچھنے لگے: ہم نے کون سی بات کی ہے؟ ہم نے کون سا عمل کیا ہے؟

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مہاجرین کے دلوں کو ذرا سست پایا۔ تو نزول قرآن کے تیرہویں سال کے شروع میں انہیں عتاب فرمایا اور ارشاد فرمایا: اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت عبدالعزیز بن ابی رواد رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صحابہ کرام سے مزاح اور ہنسنے کا اظہار ہوا تو مذکورہ آیت نازل ہوئی۔(3)

1۔ صحیح مسلم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 421، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 521 (3787)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 244 (35715)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام کسی شے کے بارے مزاح کرنے لگے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اَلَمۡ یَاۡنِ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا الآیہ۔

امام ابن مبارک، عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت اعمش رحمہ اللہ سے یہ روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے۔ تو انہوں نے وہاں زندگی کی خوشحالی اور آسودگی کو پایا جب کہ اس سے قبل ان کی زندگی انتہائی تلخ اور مشقت آمیز تھی۔ تو انہوں نے بعض ایسے امور چھوڑ دیئے جو پہلے کیا کرتے تھے۔ تو اس پر انہیں عتاب کیا گیا اور یہ آیت نازل ہوئی: اَلَمۡ یَاۡنِ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا الآیہ۔ (1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت قاسم سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب سخت اکتا گئے۔ تو عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ ہمیں بیان فرمایئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: نَحۡنُ نَقُصُّ عَلَیۡكَ اَحۡسَنَ الۡقَصَصِ (یوسف: 3) (ہم آپ سے ایک بہترین قصہ بیان کرتے ہیں) پھر وہ اکتائے اور زچ ہوئے، تو عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ ہمیں بیان فرمایئے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اَلَمۡ یَاۡنِ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا الآیہ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم پر مدت طویل نہیں ہوئی کہ تمہارے دل سخت ہو جائیں۔ خبردار سنو! ہر شے جو آنے والی ہے وہ قریب ہے۔ خبردار سنو! بے شک بعید اور دور وہی ہے جو آنے والی نہیں ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے۔

امام سعید بن منصور اور بیہقی رحمہما اللہ نے الشعب میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ بنی اسرائیل پر جب مدت (عمر) طویل ہوگئی۔ ان کے دل سخت ہو گئے، انہوں نے اپنی کتاب گھڑی۔ ان کے دل اس سے متحیر اور مبہوت ہو گئے۔ ان کی زبانوں نے اسے جائز سمجھا اور حق ان کے درمیان اور ان کی بہت سی خواہشات کے درمیان حائل تھا۔ یہاں تک کہ انہوں نے کتاب اللہ کو پس پشت پھینک دیا۔ گویا کہ وہ اسے جانتے ہی نہیں۔ اور انہوں نے کہا: یہ کتاب بنی اسرائیل کو پیش کرو۔ پس اگر وہ تمہاری اتباع کریں تو تم انہیں چھوڑ دو۔ اور اگر وہ تمہاری مخالفت کریں تو تم انہیں قتل کر دو۔ انہوں نے کہا: نہیں۔ بلکہ ان کے علماء میں سے فلاں آدمی کو بلا بھیجو اور اس پر یہ کتاب پیش کرو۔ اگر اس نے تمہاری اتباع اور پیروی کی تو اس کے بعد ہرگز کوئی تمہاری مخالفت نہیں کرے گا۔ اور اگر کوئی تمہاری مخالفت کرے تو اسے قتل کر دو۔ اس کے بعد ہرگز کوئی تم سے اختلاف نہیں کرے گا۔ پس انہوں نے اس کو بلا بھیجا۔ اس نے ایک کاغذ لیا اور اس کے اوپر لکھا اس میں کتاب اللہ ہے۔ پھر اسے اپنی گردن میں لٹکا دیا۔ پھر اس کے اوپر کپڑے پہن لیے۔ تو انہوں نے اس پر کتاب پیش کی اور اسے کہا: کیا تو اس کے ساتھ ایمان لاتا ہے؟ تو اس نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کیا اور کہا: میں اس کے ساتھ ایمان لایا اور کیا ہے مجھے کہ میں اس کے ساتھ ایمان نہیں لاؤں گا؟ یعنی وہ کتاب جس میں قرآن ہے۔ تو انہوں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا اور اس کے کچھ

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 288، دار الکتب العلمیہ بیروت

اصحاب تھے جو اس کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ پس جب وہ مر گیا تو انہوں نے وہ کتاب پالی جس میں قرآن اس پر معلق تھا۔ اور انہوں نے کہا: کیا تم اس کے اس قول کو جانتے نہیں میں اس کے ساتھ ایمان لایا اور کیا ہے مجھے کہ میں اس کے ساتھ ایمان نہیں لاؤں گا؟ بلاشبہ اس کی مراد یہ کتاب تھی۔ پس بنی اسرائیل ستر سے کچھ زائد ملتوں میں بٹ گئے اور ان میں سے سب سے بہترین مذہب صاحب قرآن کے اصحاب کا ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک جو تم میں سے باقی رہا وہ عنقریب منکر اور گناہ کا عمل ہوتا دیکھے گا اور آدمی کے لیے یہی کافی ہوگا کہ وہ گناہ دیکھے گا لیکن اسے تبدیل کرنے کی استطاعت اور طاقت نہیں رکھے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کی دل کی کیفیت کو جانتا ہے کہ وہ اسے ناپسند کرتا ہے۔(1)

امام ابن منذر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وہ جب یہ آیت تلاوت کرتے تھے: اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ تو پھر فرماتے تھے بے شک اے میرے رب! کیوں نہیں بے شک اے میرے پروردگار!

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے بیان کیا ہے کہ حضرت شداد بن اوس نے کہا ہے کہ لوگوں سے سب سے پہلے خشوع اٹھالیا جائے گا۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: الْاَمَدُ سے مراد زمانہ (دہر) ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوحرب بن ابی الاسود رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے قراء کو جمع کیا اور فرمایا: تم میں قرآن جمع کرنے والوں کے (یعنی حفاظ قرآن) سوا کوئی داخل نہ ہو۔ سو ہم تین سو آدمی اندر داخل ہوئے اور آپ نے ہمیں وعظ فرمایا اور ارشاد فرمایا: تم اس شہر کے قراء ہو۔ قسم بخدا! تم پر زمانہ طویل ہو جائے گا اور تمہارے دل اسی طرح سخت ہو جائیں گے جیسے اہل کتاب کے دل سخت ہو گئے تھے۔(3)

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖۤ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ ۖۗ وَ الشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَ نُوْرُهُمْ ؕ وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَاۤ اُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ ﴿۱۹﴾ اِعْلَمُوْۤا اَنَّمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ وَّ زِیْنَةٌ وَّ تَفَاخُرٌۢ بَیْنَكُمْ وَ تَكَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِ ؕ كَمَثَلِ غَیْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ یَهِیْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ یَكُوْنُ حُطٰمًا ؕ وَ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ۙ وَّ مَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانٌ ؕ وَ مَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۲۰﴾ سَابِقُوْۤا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 95-95 (7589)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 286، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 317، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ﴿۲۱﴾

''اور جو لوگ ایمان لائے اللہ اور اس کے رسولوں پر وہی (خوش نصیب) اللہ کی جناب میں صدیق اور شہید ہیں۔ ان کے لیے (خصوصی) اجر اور ان کا (مخصوص) نور ہے، اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی لوگ تو دوزخی ہیں۔ خوب جان لو! کہ دنیوی زندگی محض کھیل، تماشا اور (سامان) آرائش ہے، اور آپس میں (حسب و نسب پر) اترانا اور ایک دوسرے سے زیادہ مال اور اولاد حاصل کرنا۔ اس کی مثال یوں سمجھو جیسے بادل برسے اور نہال کر دے کسانوں کو اس کی (شاداب و سرسبز) کھیتی پھر وہ (یکایک) سوکھنے لگے تو تو اسے دیکھے کہ اس کا رنگ زرد پڑ گیا ہے پھر وہ ریزہ ریزہ ہو جائے اور (دنیا پرستوں کے لیے) آخرت میں سخت عذاب ہوگا اور (خدا پرستوں کے لیے) اللہ کی بخشش اور (اس کی) خوشنودی ہوگی۔ اور نہیں ہے دنیوی زندگی مگر زادھوکہ۔ تیزی سے آگے بڑھو اپنے رب کی مغفرت کی طرف اور اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمان اور زمین کی چوڑائی کے برابر ہے جو تیار کر دی گئی ہے ان کے لیے جو ایمان لے آئے اللہ پر اور اس کے رسولوں پر۔ یہ اللہ کا فضل (وکرم) ہے عطا فرماتا ہے جس کو چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا ہی فضل فرمانے والا ہے''۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنی ذات اور دین کے بارے فتنہ سے ڈرتے ہوئے اپنے دین کی خاطر ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف منتقل ہوتا رہا، وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صدیق لکھا جائے گا۔ اور جب وہ مرا تو اللہ تعالیٰ اسے شہید قرار دے گا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖۤ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ ۖۗ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ پھر آپ نے فرمایا: اپنے دین کی خاطر ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف بھاگ دوڑ کرنے والے قیامت کے دن جنت میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے ساتھ ان کے درجہ میں ہوں گے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا ہے کہ میری امت کے مومنین شہداء ہیں۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖۤ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ ۖۗ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ۔ (1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: بے شک ایک آدمی اپنے بستر پر مرے گا اور وہ شہید ہوگا۔ پھر آپ نے مذکورہ آیت تلاوت کی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ آپ نے ایک دن فرمایا اور وہ آپ کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 269، دار احیاء التراث العربی بیروت

پاس تھے: تم سارے کے سارے صدیق اور شہید ہو۔ تو آپ سے کہا گیا: اے ابو ہریرہ! آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: یہ آیت پڑھو: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۔

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے: بے شک شہید وہ ہے کہ اگر وہ اپنے بستر پر بھی مرا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ یعنی وہ جو اپنے بستر پر مرے اور اس کا کوئی گناہ نہ ہو۔ (1)

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہر مومن صدیق اور شہید ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۔ (2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ مومن صدیق ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ فرمایا: یہ حصہ اس سے الگ اور جدا ہے۔ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ یہ علیحدہ ہے اللہ تعالیٰ نے ان کا نام صدیقین رکھا ہے۔ پھر فرمایا: وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ۔ (3)

عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مسروق سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت صرف شہداء کے لیے ہے۔ (4)

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن میمون جہنی رحمہ اللہ نے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک آدمی حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں آیا اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ آپ کا کیا خیال ہے اگر میں یہ شہادت دوں ان لا الہ الا اللہ وانك رسول اللہ اور میں پانچ نمازیں پڑھوں۔ میں زکوٰۃ ادا کروں، رمضان المبارک کے روزے رکھوں اور میں اسی پر قائم رہوں تو میں کن میں سے ہوں گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو صدیقین اور شہداء میں سے ہوگا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ کے تحت فرمایا: لوگ ان دونوں جانبوں کی طرف آخرت میں ہوں گے۔

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿٢٢﴾ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰي مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِ ﴿٢٣﴾ ۙ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ

1۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 5، صفحہ 181 (9631)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 288، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 268، دار احیاء التراث العربی بیروت 4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 289

هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿۲۴﴾

"نہیں آئی کوئی مصیبت زمین پر اور نہ تمہاری جانوں پر مگر وہ لکھی ہوئی ہے کتاب میں اس سے پہلے کہ ہم ان کو پیدا کریں، بے شک یہ بات اللہ کے لیے بالکل آسان ہے۔ (ہم نے تمہیں یہ اس لیے بتا دیا ہے) کہ تم غمزدہ نہ ہو اس چیز پر جو تمہیں نہ ملے اور نہ اترانے لگو اس چیز پر جو تمہیں مل جائے۔ اور اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا کسی مغرور، شیخی باز کو۔ جو لوگ خود بھی بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل کا حکم دیتے ہیں، اور جو (اللہ کے حکم سے) روگردانی کرے تو بے شک اللہ ہی بے نیاز، ہر تعریف کا مستحق ہے"۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مَاۤ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ الآیہ کے تحت فرمایا: دنیا کے بارے میں اور نہ ہی دین کے بارے میں کوئی مصیبت نہیں آئی، زمین پر اور نہ تمہاری جانوں پر اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا مگر وہ لکھی ہوئی ہے۔ کتاب میں اس سے پہلے کہ ہم ان کو پیدا کریں۔ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ تا کہ تم غمزدہ نہ ہو اس چیز پر جو دنیا میں سے تمہیں نہ ملے۔ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَاۤ اٰتٰىكُمْ اور نہ اترانے لگو اس چیز پر جو دنیا میں تمہیں مل جائے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے مَاۤ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ الآیہ کے تحت فرمایا: وہ ایک ایسی شے ہے جس سے فراغت پالی گئی ہے اس سے پہلے کہ نفسوں کو پیدا کیا جائے۔(2)

امام احمد اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابو حسان رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے اور حاکم رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے کہ دو آدمی حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کی کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بے شک سواری کے جانور، عورت اور گھر بدفالی لینے کی چیزیں ہیں۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم نازل فرمایا! اس طرح نہیں ہے جیسا کہ وہ کہتے ہیں۔ البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح فرماتے ہیں: زمانہ جاہلیت کے لوگ کہا کرتے تھے۔ بے شک بدفالی لینے کی چیزیں عورت، چوپائے اور گھر میں ہے۔ پھر ام المومنین نے یہ آیت پڑھی: مَاۤ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْۤ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۲۲﴾۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ ان سے اسی آیت کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: سبحان اللہ! اس میں کون شک کر سکتا ہے کہ آسمان میں اور زمین میں آنے والی ہر مصیبت روحوں کو پیدا کیے جانے سے پہلے کتاب میں لکھ دی گئی ہے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 73-272، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 271

3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 521 (3788)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 141 (9770)، دار الکتب العلمیہ بیروت

شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ الآیہ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کوئی انسان نہیں ہے مگر وہ غمزدہ اور پریشان بھی ہوتا ہے اور خوش اور مسرور بھی ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر اسے مصیبت آپڑے تو وہ اسے صبر سے برداشت کرے اور اگر اسے خیر اور نفع حاصل ہو تو وہ اس پر شکر بجالائے۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ فرماتے ہیں مذکورہ آیت میں مصیبت سے مراد مصائب معاش ہیں مصائب دین مراد نہیں ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَ لَا تَفْرَحُوْا بِمَاۤ اٰتٰىكُمْ مصائب دین مراد نہیں کہ دین کے معاملات میں ان کے لیے حکم ہے کہ وہ گناہ اور غلطی پر غمزدہ ہوں اور نیکی کرنے پر اظہار مسرت و فرحت کریں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے: بے شک برائی اور گناہ کے بارے آسمان میں فیصلہ کیا جاتا ہے اور وہ ہر روز نئی شان میں ہوتا ہے۔ پھر اس کے لیے وقت مقرر کر دیا جاتا ہے اور وہ اسے اس کے مقررہ وقت تک روکے رکھتا ہے۔ پھر جب اس کا مقررہ وقت آجاتا ہے تو وہ اسے بھیج دیتا ہے۔ پس اب اسے لوٹایا نہیں جاسکتا۔ وہ اس طرح ہوتا ہے کہ فلاں دن فلاں مہینے، فلاں سال اور فلاں شہر میں مصیبت، قحط اور رزق (نازل ہوگا) اور مصیبت خاص افراد میں بھی آتی ہے اور عام میں بھی۔ یہاں تک کہ ایک آدمی عصا پکڑتا ہے، اس کے ساتھ سہارا حاصل کرتا ہے حالانکہ وہ اسے ناپسند کر رہا ہوتا ہے پھر وہ اس کا عادی بن جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑنے کی استطاعت نہیں رکھتا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ربیع بن ابی صالح رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں ایک جماعت میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور قوم میں سے ایک آدمی رونے لگا۔ تو انہوں نے فرمایا: کون سی شے تجھے رلا رہی ہے؟ تو اس نے عرض کی: میں اس کے لیے رو رہا ہوں جو کچھ میں آپ میں دیکھ رہا ہوں اور اس کی وجہ سے جس کی طرف آپ کو لے جایا جا رہا ہے۔ تو آپ نے فرمایا: تو نہ رو۔ کیونکہ ایسا ہونا اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ کیا تو یہ ارشاد نہیں سنتا: مَاۤ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ الآیہ۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آیت میں مصیبت سے مراد بھوک اور بیماریاں ہیں۔ اور مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا کا معنی ہے اس سے پہلے کہ ہم انہیں پیدا کریں۔(3)

ابن منذر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مصیبت نازل فرمائی۔ پھر اسے اپنے پاس روک لیا۔ پھر وہ صاحب مصیبت کو پیدا فرماتا ہے۔ پھر جب وہ خطا اور غلطی کا عمل کرتا ہے تو اس پر وہ اس مصیبت کو بھیج دیتا ہے۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت سلیم بن جابر ہجیمی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عنقریب

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 273، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 195 (30620)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 287، دار الکتب العلمیہ بیروت

آخر زمانہ میں میری امت پر تقدیر کا ایک دروازہ کھول دیا جائے گا، کوئی شے اسے بند نہیں کر سکے گی۔ تمہارے لیے کافی ہے کہ تم انہیں اس آیت کے ذریعے اس سے بچاؤ: مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ الآیہ۔(1)

امام عبد بن حمید اور عبداللہ بن احمد رحمہما اللہ نے زوائد الزہد میں حضرت قزعہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو کھردرے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا۔ تو میں نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! میں آپ کے لیے ملائم کپڑا لایا جو خراسان میں بنایا جاتا ہے اور میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی کہ میں آپ کو وہ پہنے ہوئے دیکھوں، کیونکہ آپ کھردرا لباس پہنے ہوئے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا: میں اس کپڑے کو پہننے سے یہ خوف محسوس کرتا ہوں کہ میں مغرور اور شیخی باز ہو جاؤں گا اور ارشاد خداوندی ہے: وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۲۳﴾۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَ اَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَ رُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۲۵﴾ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّ اِبْرٰهِيْمَ وَ جَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَ قَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَ اٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ۙ وَ جَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّ رَحْمَةً ؕ وَ رَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۷﴾

''یقیناً ہم نے بھیجا ہے اپنے رسولوں کو روشن دلیلوں کے ساتھ اور ہم نے اتاری ہے ان کے ساتھ کتاب اور میزان (عدل) تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔ اور ہم نے پیدا کیا ہے لوہے کو اس میں بڑی قوت ہے اور طرح طرح کے فائدے ہیں لوگوں کے لیے اور (یہ سب اس لیے) تاکہ دیکھ لے اللہ تعالیٰ کہ کون مدد کرتا ہے اس کی اور اس کے رسولوں کی بن دیکھے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا زور آور، سب پر غالب ہے۔ اور ہم نے نوح اور ابراہیم (علیہما السلام) کو پیغمبر بنا کر بھیجا اور ہم نے رکھ دی ان دونوں کی نسل میں نبوت اور کتاب پس ان میں سے چند تو ہدایت یافتہ ہیں اور ان میں سے بہت سے نافرمان ہیں۔ پھر ہم نے ان کے پیچھے انہیں کی راہ پر اور رسول بھیجے

1۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 2، صفحہ 322 (3466)، دارالکتب العلمیہ بیروت

اوران کے پیچھے عیسیٰ ابن مریم کو اور انہیں انجیل عطا فرمائی اور ہم نے رکھ دی ان لوگوں کے دلوں میں جو عیسیٰ کے تابعدار تھے، شفقت اور رحمت۔ اور رہبانیت کو انہوں نے خود ایجاد کیا تھا، ہم نے اسے ان پر فرض نہیں کیا تھا البتہ انہوں نے رضائے الٰہی کے حصول کے لیے اسے اختیار کیا تھا پھر اسے وہ نباہ نہ سکے جیسے اس کے نباہنے کا حق تھا۔ پس ہم نے عطا فرمایا جو ان میں سے ایمان لے آئے تھے (ان کے حسن عمل اور حسن نیت) کا اجر۔ اور ان میں سے اکثر فاسق (وفاجر) تھے"۔

عبدالرزاق اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آیت میں الْمِيزَانَ سے مراد عدل ہے۔(1)

امام فریابی اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَ اَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ اس میں مَنَافِعُ لِلنَّاسِ کا مفہوم ہے مثلاً ڈھالیں، اسلحہ اور دیگر ساز و سامان لوہے سے بنایا جاتا ہے۔ یہ سب لوگوں کے لیے فوائد ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَ اَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ کے تحت فرمایا کہ لوہے میں سے سب سے اول اللہ تعالیٰ نے لوہار کا زنبور نازل کیا جس پر لوہے کو کوٹا جاتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ان سے دنوں کے بارے استفسار کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: ہفتہ عدد ہے، اتوار عدد ہے، سوموار وہ دن ہے جس میں اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ منگل خون کا دن ہے اور بدھ لوہے کا دن ہے۔ وَ اَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ اور جمعرات وہ دن ہے جس میں اعمال پیش کیے جاتے ہیں اور جمعۃ المبارک وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔

ارشاد باری تعالیٰ وَ جَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ الآیہ کے تحت امام عبد بن حمید، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابو یعلی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ، بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا: اے عبد اللہ! میں نے عرض کی لبیک یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین بار ایسا ہوا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تو جانتا ہے ایمان کا کون سا گروہ زیادہ مضبوط اور ثقہ ہے؟ میں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایمان کا مضبوط ترین گروہ ایسی ولایت ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے ہو، اس میں محبت بھی اسی کے لیے ہو اور بغض و عداوت بھی اسی کے لیے ہو۔ پھر فرمایا: کیا تو جانتا ہے لوگوں میں سے افضل کون ہے؟ میں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں سے افضل وہ ہے جو عمل کے اعتبار سے ان میں افضل و اعلیٰ ہو جب کہ وہ دین کی فقاہت اور سمجھ حاصل کر لیں۔ اے عبد اللہ! کیا تو جانتا ہے لوگوں میں سے کون زیادہ عالم ہے؟ میں نے عرض کی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 287، دار الکتب العلمیہ بیروت

آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں سے زیادہ عالم وہ ہے جو ان میں حق کی زیادہ بصیرت رکھتا ہو جب کہ لوگوں کے مابین اختلاف ہو جائے۔ اگرچہ وہ عمل میں غفلت اور سستی برتنے والا ہو اور اگرچہ وہ اپنی سرین کے بل گھسٹتا رہے۔ وہ لوگ جو ہم سے پہلے تھے وہ بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے۔ ان میں سے تین نے نجات پائی اور تمام کے تمام گروہ علیحدہ اور جدا جدا ہو کر ہلاک ہو گئے۔ ایک فرقے نے بادشاہوں کا مقابلہ کیا اور ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے دین کی بناء پر قتال کیا اور قتل کر دیئے گئے۔ اور ایک گروہ وہ ہے جس نے بادشاہوں کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہ رکھی اور نہ ہی ان کے ساتھ کھڑا ہونا پسند کیا۔ تو وہ پہاڑوں میں چلے گئے اور وہاں خلوت اور رہبانیت اختیار کر لی۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَ رَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ یعنی وہ لوگ جو میرے ساتھ ایمان لائے اور انہوں نے میری تصدیق کی۔ وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ یعنی جنہوں نے میرے ساتھ کفر کیا اور انہوں نے میرا انکار کیا۔ (1)

امام نسائی، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد بادشاہوں نے تورات اور انجیل کو بدل دیا۔ پس ان میں سے مومنین تورات و انجیل کو پڑھتے تھے۔ تو بادشاہوں سے کہا گیا کہ جو آدمی ہمیں گالیاں دیتا ہے، اس کی گالی سے زیادہ شدید اور سخت ہم اس شے کو پاتے ہیں کہ وہ یہ پڑھتے ہیں: وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ (المائدہ) (اور جو فیصلہ نہ کرے اس (کتاب) کے مطابق جسے نازل فرمایا اللہ نے تو وہی لوگ کافر ہیں) وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ (المائدہ) (اور جو فیصلہ نہ کرے اس (کتاب) کے مطابق جسے اتارا اللہ نے تو وہی لوگ ظالم ہیں) وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (المائدہ) (اور جو فیصلہ نہ کریں اس کے مطابق جسے اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے تو وہی لوگ فاسق ہیں) اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنی قرأت میں ہمارے اعمال کے بارے میں ہم پر عیب لگاتے ہیں۔ لہٰذا آپ انہیں بلائیے (اور انہیں کہیں) کہ وہ اسی طرح پڑھیں جس طرح ہم پڑھتے ہیں اور وہ اسی طرح ایمان رکھیں جیسا ہم ایمان رکھتے ہیں۔ چنانچہ اس نے انہیں بلایا اور انہیں اکٹھا کیا اور انہیں قتل کی دھمکی دی یا پھر وہ تورات و انجیل کو پڑھنا چھوڑ دیں۔ سوائے ان مقامات کے جو ان سے تبدیل کر دیئے گئے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کیا تم اس کے بارے کیا ارادہ رکھتے ہو کہ تم ہمیں چھوڑ دو؟ پھر ان میں سے ایک گروہ نے کہا تم ہمارے لیے ایک ستون بنواؤ۔ پھر ہمیں اس کے اوپر چڑھا دو۔ پھر ہمیں کوئی ایسی شے عطا کر دو جس کے ذریعے ہمارا کھانا اور پانی اوپر چڑھایا جا سکتا ہو۔ تو پھر ہم تمہاری طرف نہیں لوٹیں گے۔ اور ایک گروہ نے کہا: ہمیں چھوڑ دیجئے، ہم زمین میں سیاحت کریں گے، اس میں گھومیں پھریں گے اور وہیں سے کھائیں گے جہاں سے وحشی جانور کھاتے ہیں اور وہیں سے پئیں گے جہاں سے وہ پیتے ہیں۔ پس اگر تم نے اپنی زمین میں ہمیں پکڑ لیا تو پھر ہمیں قتل کر دینا۔ اور ایک گروہ نے کہا: آپ ہمیں جنگلوں میں خانقاہیں اور رہائش گاہیں تعمیر کروا دیں۔ ہم وہاں کنویں

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 522 (3790)، دار الکتب العلمیہ بیروت

کھودیں گے اور سبزیاں وغیرہ کاشت کریں گے۔ پھر ہم نہ تمہارے پاس آئیں گے اور نہ تمہارے پاس سے گزریں گے۔ یہ تمام قبائل آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھتے تھے، چنانچہ انہوں نے ایسا کرلیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ رَهْبَانِيَّةَ ۨابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا فرمایا ان میں سے دوسرے وہ ہیں جو مشرکین میں سے عبادت کے لیے علیحدہ ہو گئے اور ان میں سے جو فنا ہو گئے سو فناہ ہو گئے۔ انہوں نے کہا: ہم تو اسی طرح عبادت کے لیے علیحدہ رہیں گے جیسے فلاں ہوا، ہم اسی طرح سیاحت کریں گے جیسے فلاں نے سیاحت کی۔ اور ہم اسی طرح خانقاہیں بنائیں گے جس طرح فلاں نے بنائی۔ حالانکہ وہ اپنے شرک پر ہی قائم تھے۔ انہیں ان کے ایمان کا کوئی علم نہ تھا جن کی انہوں نے اقتداء کی۔ پس جب حضور نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا گیا تو اس وقت ان میں سے تھوڑے سے لوگ باقی تھے۔ چنانچہ جو مینار اور ستون والا تھا وہ اس سے نیچے اتر آیا۔ سیاحت کرنے والا سیاحت سے واپس آ گیا اور معبد میں رہنے والا اپنی عبادت گاہ سے باہر آ گیا اور وہ آپ ﷺ کے ساتھ ایمان لائے اور انہوں نے آپ کی تصدیق کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا یٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ یعنی ان کے لیے دو اجر ہوں گے ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایمان لانے اور اپنے آپ کو اور تورات و انجیل کو قائم رکھنے کا اور دوسرا حضور نبی رحمت ﷺ کے ساتھ ایمان لانے اور آپ ﷺ کی تصدیق کرنے کا وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ (اور بنادے گا تمہارے لیے ایک نور جس کی روشنی میں تم چلو گے) فرمایا: اس نور سے مراد۔ قرآن اور ان کا حضور نبی کریم ﷺ کی اتباع و پیروی کرنا ہے۔ (1)

امام ابویعلی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم اپنے آپ پر تشدد اور سختی کرو گے تو پھر تم پر سختی کی جائے گی۔ کیونکہ ایک نے اپنے نفسوں پر سختی کی تو پھر ان پر سختی کی گئی اور یہ معبدوں اور گرجا گھروں میں انہیں کی باقیات ہیں: وَ رَهْبَانِيَّةَ ۨابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ۔ (2)

بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت سہل بن ابی امامہ بن سہل بن جبیر سے وہ اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے نفسوں پر سختی نہ کرو (اور انہیں مشقت میں نہ ڈالو) کیونکہ جو تم سے پہلے تھے وہ اپنے نفسوں پر سختی کرنے کے سبب ہی ہلاک ہوئے اور عنقریب تم ان کی باقیات معبدوں اور گرجا گھروں میں پاؤ گے۔ (3)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن مردویہ اور ابن نصر رحمہم اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر رمضان المبارک کے روزے فرض کیے ہیں اور اس کا قیام تم پر فرض نہیں کیا گیا۔ بے شک قیام وہ شے ہے جس کا آغاز تم نے کیا۔ پس اب اس پر دوام اور ہمیشگی اختیار کرو اور اسے مت چھوڑو۔ کیونکہ بنی اسرائیل

1۔ سنن نسائی، کتاب ادب القضاۃ، صفحہ 06-305، وفاقی وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ مسند ابویعلی، جلد 3، صفحہ 299 (3682)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 14 (3884)، دارالکتب العلمیہ بیروت

میں سے کچھ لوگ تھے جنہوں نے ایک بدعت (نئے کام) کا آغاز کیا۔ پھر اسے چھوڑنے کے سبب اللہ تعالیٰ نے انہیں عیب دار قرار دیا اور آپ نے یہ آیت تلاوت کی: وَ رَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوهَا۔(1)

امام احمد، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں ابو یعلی اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک ہر امت کے لیے رہبانیت ہے اور اس امت کی رہبانیت اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ رَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوهَا کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ انہوں نے عورتوں کو چھوڑ دیا اور خانقاہیں اور معبد عبادت گاہیں بنالیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۙ﴿۲۸﴾ لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَ اَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾

"اے ایمان والو! تم ڈرتے رہا کرو اللہ سے اور (سچے دل سے) ایمان لے آؤ اس کے رسول (مقبول) پر اللہ تعالیٰ تمہیں عطا فرمائے گا دو حصے اپنی رحمت سے اور بنا دے گا تمہارے لیے ایک نور جس کی روشنی میں تم چلو گے اور بخش دے گا تمہیں اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ (تم پر یہ خصوصی کرم اس لیے کیا) تاکہ جان لیں اہل کتاب کہ ان کا کوئی قابو نہیں اللہ تعالیٰ کے فضل (وکرم) پر اور یہ کہ فضل تو اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے نوازتا ہے اس سے جس کو چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے"۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ نجاشی کے اصحاب میں سے چالیس آدمی حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کے ساتھ غزوۂ احد میں شامل ہوئے۔ ان میں سے کئی زخمی ہوئے لیکن ان میں سے کوئی بھی مقتول نہ ہوا۔ پھر جب انہوں نے مومنین کی حاجات و ضروریات کو دیکھا۔ تو عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ بے شک ہم خوشحال لوگ ہیں، آپ ہمیں اجازت فرمائیں کہ ہم اپنے مال لے آئیں اور ان کے ساتھ مسلمانوں کی دلجوئی اور غم خواری کریں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِهٖۤ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَاۤ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ﴿۵۳﴾ اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا (القصص) پس اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے دو اجر بنادیے۔ فرمایا و

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 279، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 14 (4227)، دار الکتب العلمیہ بیروت

یَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّیِّئَةَ (القصص:54) یعنی وہ نفقہ جس کے ساتھ انہوں نے مسلمانوں کی دلجوئی اور غم خواری کی۔ پس جب یہ آیت نازل ہوئی تو انہوں نے کہا: اے مسلمانوں کے گروہ! ہم میں سے جو تمہاری کتاب کے ساتھ ایمان لایا تو اس کے لیے دو اجر ہیں اور جو تمہاری کتاب کے ساتھ ایمان نہ لایا تو اس کے لیے تمہارے اجروں کی طرح ایک اجر ہے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ یُؤْتِكُمْ كِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَ یَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ پس اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے لیے نور اور مغفرت کا اضافہ فرمادیا۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے مقاتل بن حیان سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ اُولٰٓىِٕكَ یُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَیْنِ بِمَا صَبَرُوْا (القصص:54) تو اہل کتاب میں سے ایمان لانے والوں نے حضور نبی کریم ﷺ کے اصحاب پر اظہار فخر کیا اور کہا: ہمارے لیے دو اجر ہیں اور تمہارے لیے ایک اجر ہے۔ پس صحابہ کرام پر ان کی یہ بات گراں گزری۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ یُؤْتِكُمْ كِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے بھی اہل کتاب میں سے ایمان لانے والوں کے اجروں کی طرح دو اجر بنادیئے اور اجر میں دونوں کو مساوی اور برابر قرار دیا۔

امام عبد بن حمید نے بیان کیا ہے کہ یُؤْتِكُمْ كِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس کا معنی ہے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے تمہیں دو اجر عطا فرمائے گا اور مزید فرمایا کہ آیت میں نُوْرًا سے مراد قرآن کریم ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی رحمت سے دوگنا عطا فرمائے گا اور مزید فرمایا: کہ آیت میں نُوْرًا سے مراد ہدایت ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ كِفْلَیْنِ سے مراد دو حصے ہیں۔

ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ كِفْلَیْنِ سے مراد دوچند اور دوگنا ہے۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ كِفْلَیْنِ سے مراد دوگنا ہے اور یہ حبشی زبان کا لفظ ہے۔ (3)

امام فریابی، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اسی آیت کے تحت فرمایا کہ ایک کفل اللہ تعالیٰ کی رحمت کے تین سو پچاس اجزاء کا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابوقلابہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ایک کفل رحمت کے تین سو اجزاء پر مشتمل ہے۔

امام ابن ضریس نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آیت میں نُوْرًا سے مراد قرآن کریم ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے یزید بن حازم رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عکرمہ اور عبد اللہ بن ابی سلمہ

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 259 (11404)، دار الفکر بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 280، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 281

رضی اللہ عنہما دونوں کو سنا۔ ان میں سے ایک نے اس طرح قرأت کی: لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اور دوسرے نے پڑھا ''لِيَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتَابِ''۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے عمل کو تقسیم فرمایا اور پھر اجر کو بھی تقسیم کر دیا۔ ایک روایت میں اجر کی بجائے اجل کے لفظ ہیں۔ یعنی مدت اور قوت کو تقسیم کر دیا۔ پس یہودیوں سے کہا گیا: تم عمل کرو۔ تو انہوں نے نصف دن تک عمل کیے تو انہیں کہا گیا کہ تمہارے لیے بطور اجر ایک قیراط ہے۔ عیسائیوں سے کہا گیا: تم عمل کرو۔ پس انہوں نے نصف دن سے لے کر عصر تک عمل کیا۔ تو ان سے بھی کہا گیا کہ تمہارے لیے بھی ایک قیراط ہے۔ پھر مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ تم عمل کرو۔ پس انہوں نے عصر سے لے کر غروب آفتاب تک عمل کیا۔ تو انہیں کہا گیا: تمہارے لیے دو قیراط ہیں۔ پھر یہودیوں اور عیسائیوں نے اس بارے میں باہم گفتگو کی۔ پس یہودیوں نے کہا: کیا ہم نصف دن تک کام کریں گے تو ہمارے لیے ایک قیراط ہوگا؟ اور عیسائیوں نے کہا کیا ہم نصف دن سے عصر تک کام کریں گے تو ہمارے لیے ایک قیراط ہوگا؟ اور وہ (مسلمان) عصر سے غروب آفتاب تک کام کریں گے تو ان کے لیے دو قیراط ہوں گے؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ الی اخر الآیہ۔ پھر فرمایا: بے شک تمہاری مثال سابقہ امتوں کے مقابلہ میں ایسی ہی ہے جیسا کہ عصر سے غروب آفتاب تک کا وقت ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ الآیہ۔ اہل کتاب نے اس پر ان کے ساتھ حسد کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ الآیہ۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہودیوں نے کہا: قریب ہے ہم میں سے ایک نبی ظاہر ہوگا اور وہ ہاتھ اور پاؤں کاٹ دے گا۔ پس جب عرب سے وہ نبی ظاہر ہوا تو انہوں نے کفر کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ الآیہ، یعنی تاکہ اہل کتاب نبوت کی فضیلت کو جان لیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے اس طرح قراءت کی ہے۔ ''كَيْ لَا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتَابِ'' واللہ اعلم۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 288، دار الکتب العلمیہ بیروت